سید کاشف گیلانی

چاٹتے ہیں گردِ رہ......

اے حبیب کبریا اے سید والاتبار
دامن ناموس اُمت ہوچکا ہے تار تار
منہ کے بل ایسے گرے، گرتے ہیں جیسے بے خبر
چاٹتے ہیں گردِ رہ علم و ہنر کے شہسوار
ایک لمحہ کے لیے راحت نہیں جاں کو نصیب
دل بھی ہے نالہ کناں اورچشم بھی ہے اشک بار
دندناتے پھر رہے ہیں دہر میں اہل ستم
رو رہی ہیں بیٹیاں بہنیں ہماری زار زار
آپ اگر ہم سے خفا ہوجائیں گے اے شاہِ دیں
ہم سے راضی ہو سکے گا کس طرح پروردگار
کیسے کیسے خوب رو کشمیر میں کام آگئے
بے وطن اہل فلسطیں ہوگئے ہیں بے شمار
دشمنوں نے گھیر رکھی ہے وطن کی سرزمیں
کب مگر بدلا ہے میری قوم نے اپنا شعار
اُن کو کیسے خیر ملک و ملت مان لوں
رہے ہیں جو عدوئے ملک و ملت سے قرار
چھوڑ کر اسلاف کی رہ قافلہ گم ہوگیا
ورنہ کاشفؔ دو قدم پر تھا گلستانِ بہار

ڈاکٹر عتبان محمد چوہان

غزل

رستے کا اشارہ ہے کہ منزل کا دلاسا
ہے بام فلک پر بھی دھرا ایک دیا سا
دستورِ شناسائی وہ سمجھے تھے مجھی سے
اب خود کو بتاتے نہیں میرا ہی شناسا
میں ہوں کہ کھٹکتا ہوں زمانے کی نظر میں
پاتا ہے مرا قلب اگر چین ذرا سا
پھیلی نہ اُفق پر ہو اُسی زخم کی سرخی
سینے میں جو میرے تھا نہاں نیم سلا سا
اپنائی اسی شخص نے اغماض کی عادت
ہر لحظہ جو رہتا تھا مری دید کا پیاسا
اتنا بھی کوئی دور نہ ہوجائے کسی سے
اب ذہن میں آتا نہیں وہ نام بھلا سا
تو ہی نہ سنے گا تو کسے حال سنائیں
اب شہر میں ملتا ہی نہیں کوئی شناسا
عتبانؔ سے ملنے کہیں جانا نہیں پڑتا
رہتا ہے میرے ساتھ وہ لگتا ہے جدا سا

☆☆☆